[illegible]

صاحبین :- امام محمد و امام ابو یوسف

شیخین :- امام اعظم ، امام ابو یوسف

طرفین :- امام اعظم ، امام محمد

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی :-

کنیت :- ابو عبد اللہ نام :- محمد بن حسن بن فرقد الشیبانی -

ولادت باسعادت :-

آپ رحمۃ اللہ علیہ

دمشق کی بستی حرستا کے رہنے والے تھے -
جب آپ کے والد صاحب عراق آئے تو امام
محمد واسط (محلے کا نام) میں پیدا ہوئے -
اور آپ نے کوفہ میں پرورش پائی -
اور آپ کو "کوفی" (کوفہ کے رہنے والے) بھی
کہا جاتا ہے -

شیبانی کہنے کی وجہ :-

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ
کو شیبانی اس لئے کہتے ہیں کہ قبیلہ
شیبان سے ان کی نسبت ولا ہے

اساتذہ:-

امام اعظم ابو حنیفہ ، مسعر بن کدام

سفیان ثوری ، عمرو بن دینار ، مالک بن مغول

امام مالک ، امام اوزاعی ، ربیعہ بن صالح

بکیر ، امام ابو یوسف ۔

تلامذہ:-

آپ بغداد میں بیث

عرصہ درسِ حدیث دیتے رہے ۔

آپ کے تلامذہ:- امام شافعی ،

ابو سلیمان موسٰی بن سلیمان الجوزجانی ،

ھشام بن عبید اللہ الرازی ،

ابو عبید قاسم بن سلام

علی بن مسلم الطوسی

ابو حفص کبیر ، خلف بن ایوب ۔

وفات:-

آپ کے دور کے بادشاہ وقت

خلیفہ ہارون الرشید نے آپ

کو "رقہ" (علاقے کا نام) میں قاضی القضاۃ

کا عہدہ دیا ۔ اور پھر آپ نے ایک

کتاب بنام "رقیات" تصنیف فرمائی ۔

پھر آپ نے استعفیٰ دے دیا ۔ اور پھر

اس کے بعد آپ بغداد تشریف

رہے۔ اور بعد میں خلیفہ ہارون الرشید
جب پہلی مرتبہ "رے" دمارق کا نام
کی طرف نکلا۔ تو اس نے آپ کو بھی
اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ تو آپ
رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہارون الرشید
کے ساتھ چل پڑے۔ اور آپ نے
189 ھجری میں "رے" کے مقام
پر وفات پائی۔

حکایت :-

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو علم دین
حاصل کرنے کا اس قدر شوق تھا کہ آپ
فرماتے ہیں کہ جب میرے والد صاحب
وفات پا گئے تو انہوں نے اپنے ترکہ میں
30 ہزار دراہم چھوڑے۔ آپ فرماتے ہیں
کہ میں نے ان میں سے 15 ہزار دراہم نحو
اور شعر میں خرچ ڈالے۔ اور بقیہ 15 ہزار
فقہ پر خرچ ڈالے۔

آپ کے بارے میں دیگر فقہائے کرام کے اقوال :-

امام شافعی کے اقوال :-

میں نے محمد بن حسن کی روح کے علاوہ کسی
کی روح کو اتنا زیادہ قیمتی اور ہلکی روح نہ پائی -
اور آپ سے زیادہ کسی کو فصیح نہ دیکھا - اور جب
آپ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں تو ایسا
لگتا ہے کہ قرآن مجید آپ کی لغت کے مطابق
اترا۔ (گویا کہ آپ لغت میں بھی کافی مہارت
رکھتے تھے) - اور محمد بن حسن سے زیادہ میں
نے کسی ذہین کو نہیں دیکھا -

ایک مرتبہ ایک شخص نے امام شافعی سے کوئی
سوال پوچھا تو آپ نے اس کو جواب
دے دیا - تفسیر سننے کے بعد اس شخص
نے کہا کہ آپ نے فقہاء کی مخالفت
کی - تو امام شافعی نے اس سے فرمایا
کہ کیا تو نے کبھی فقیہ دیکھا ؟ تو اس شخص
نے جواب دیا ! جی ہاں ! میں نے محمد بن حسن
(امام محمد) کو دیکھا ہے -

امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے جب بھی
کسی سے مناظرہ کیا تو اس شخص کا چہرہ
متغیر ہوتے ہوئے دیکھا سوائے امام محمد
کے کہ جس حال میں نے ان سے مناظرہ

Scanned with CamScanner

کسی کو ان کا چہرہ متغیر نہ ہوا۔

امام مزنی کا قول:۔

امام مزنی کے پاس ایک شخص آیا تو اس نے آپ سے اہل عراق کے بارے میں پوچھا۔ تو اس شخص نے کہا کہ آپ امام اعظم کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ اہل عراق کے سردار ہیں۔
پھر پوچھا امام ابو یوسف کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ حدیث کی بہت زیادہ پیروی کرنے والے ہیں۔ پھر پوچھا امام محمد کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا، کہ وہ بہت زیادہ تفریع بیان کرنے والے ہیں۔ پھر امام زفر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بہت زیادہ قیاس کرنے والے ہیں۔

امام شافعی اہل عراق کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر ان کی زبانوں کا ہمیں معلوم نہ ہوتا تو ضرور ہم یہ حکم لگاتے کہ یہ ملائکہ میں سے ہیں۔ امام محمد "فقہ" میں۔ امام کسائی "نحو" میں۔ امام اصمعی "شعر" میں بہت زیادہ عالم تھے۔

امام احمد بن حنبل کا قول :-

امام احمد بن حنبل
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کسی مسئلے میں ائمہ ثلاثہ کا قول آجائے تو اس میں ان کی مخالفت کو نہیں سنا جائے گا۔ پوچھا گیا کہ وہ تین ائمہ کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ (1) امام اعظم (2) امام ابویوسف (3) امام محمد۔
امام اعظم ابو حنیفہ قیاس میں سب سے زیادہ بصیرت رکھنے والے ہیں۔ امام ابو یوسف لوگوں میں سب سے زیادہ حدیث میں بصیرت رکھنے والے ہیں۔ امام محمد لوگوں میں سب سے زیادہ عربی میں بصیرت رکھنے والے ہیں (یعنی ماہر ہیں)

ابو عبد اللہ ذہبی کا قول :-

ابو عبد اللہ ذہبی
اپنی کتاب " میزان الاعتدال " میں ارشاد فرماتے ہیں کہ امام محمد ان فقہاء میں سے ایک ہیں جن کو امام نسائی اور ان کے علاوہ دیگر ائمہ نے ان کے حافظے کے اعتبار سے کمزور قرار دیا ہے۔

Scanned with CamScanner

اور آپ علم و فقہ کا سمندر تھے
اور آپ امام مالک سے روایت کرنے میں زیادہ
قوی تھے۔

ابنِ عبد الحکم کا قول :-

ابنِ عبد الحکم فرماتے
ہیں کہ میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے
سنا کہ امام محمد نے فرمایا:- کہ میں نے
امام مالک کے دروازے پہ تین سال قیام
کیا۔ اور میں نے اُن سے سات سو (700)
سے زائد احادیث کو سنا۔
ربیع کا قول :-

ربیع فرماتے ہیں کہ
میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا:۔
کہ میں نے امام محمد کی ایک اونٹ کے وزن کے
برابر کتابیں اُٹھائی۔ اور اس بات کی
عبداللہ بن علی المدینی نے بھی تصدیق فرمائی۔
اور امام محمد کے بارے میں فرمایا کہ یہ صدوق
(راوی کی ایک قسم) ہیں۔

Scanned with CamScanner

محمد بن سعد کا قول :-

محمد بن سعد جو امام واقدی
کے کاتب تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ امام محمد
جزیرہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور آپ
کے والد شام کے سپاہی تھے۔ تو آپ
کے والد جب واسط (علاقے کا نام) میں آئے
تو امام محمد 132 سن ہجری میں پیدا ہوئے۔
اور آپ نے کوفہ میں پرورش پائی۔ اور
آپ امام اعظم کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔
اور آپ نے اُن سے کئی احادیث کو سنا۔
اور آپ نے رائے میں غور و فکر کیا تو آپ رائے
پر غالب آ گئے۔ اور اس بارے میں آپ
مشہور ہوئے اور اس کام میں بہت آگے بڑھے۔
پھر آپ بغداد تشریف لے آئے۔ اور بہت سے
لوگ آپ سے اختلاف بھی رکھتے تھے اور انہوں
نے آپ سے حدیث اور رائے [illegible] بھی سنی۔
پھر آپ "رقہ" (علاقے کا نام) تشریف
لے آئے اور پھر آپ نے وہیں 189 ہجری
میں انتقال فرمایا۔

حافظ ابن حجر اپنی کتاب "لسان المیزان"
میں امام محمد کے بارے میں بہت کچھ
لکھا۔ اسی طرح امام خطیب بغدادی

Scanned with CamScanner

نے بھی آپ کے بارے میں بہت کچھ لکھا ۔

خطیب بغدادی کا قول :۔

خطیب بغدادی
امام شافعی سے روایت کرتے ہیں کہ امام شافعی فرماتے ہیں کہ امام محمد نے فرمایا کہ میں تین سال سے زائد عرصہ امام مالک کے دروازے پر قیام کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے سات سو سے زائد احادیث لفظ بہ لفظ سنی۔ جب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ امام مالک سے روایت کردہ احادیث لوگوں کے سامنے بیان فرماتے تو آپ کا گھر لوگوں سے بھر جاتا اور اتنے کثیر لوگ جمع ہو جاتے کہ گھر تنگ پڑ جاتا ۔

خطیب کی اسناد کا سلسلہ وہ اسماعیل بن حماد بن ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :۔ امام محمد بیس سال کی عمر میں مسجد کوفہ یعنی کوفہ کی مسجد میں درس حدیث دیتے تھے ۔

وباسنادہ عن الشافعی :۔

امام شافعی
فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن حسن سے زیادہ فہیم اور بھاری جسم والا نہیں دیکھا ۔

اور جب آپ کسی مسئلے کو لیتے تو یوں لگتا
گویا کہ اتارا ہوا قرآن ہے نہ ایک حرف
آگے ہوتا نہ پیچھے ہوتا۔
امام شافعی سے ایک اور روایت ملتی ہے کہ
امام محمد جب درس حدیث دیتے تو آنکھ
اور دل کو بھر دیتے تھے۔
امام شافعی سے ایک اور روایت ملتی ہے کہ
آپ فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد کی ایک
بختی اونٹ کے وزن کے برابر کتابیں لکھائی۔
عن یحییٰ بن معین :-
یحییٰ بن معین فرماتے ہیں
کہ میں نے امام محمد کی کتاب " جامع الصغیر "
لکھی۔
عن ابی عبید :-
آپ فرماتے ہیں کہ میں
نے کتاب اللہ کے بارے میں امام محمد سے زیادہ
کسی کو جاننے والا نہیں دیکھا۔
عن ابراہیم الحربی :-
آپ فرماتے ہیں کہ میں
میں نے احمد سے فرمایا کہ یہ دقیق مسائل
آپ نے کہاں سے حاصل کیے ؟ تو انہوں
نے جواب دیا کہ امام محمد کی کتابوں سے حاصل
کیے۔

وباسنادہ عن ابی رجاء عن محمد بہ:-

آپ فرماتے ہیں کہ ہم امام محمد کو ابدال میں سے شمار کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد کو خواب میں دیکھا تو آپ سے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میرے ربّ نے مجھ سے ارشاد فرمایا مفہوم ہے کہ اگر میں تجھے عذاب دینے کا ارادہ رکھتا تو تجھے علم کی پناہ گاہ نہ بناتا۔ میں نے پوچھا امام ابو یوسف کے ساتھ کیا ہوا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ مجھ سے اعلیٰ کے درجے میں ہیں۔ تو پھر میں نے پوچھا کہ امام اعظم کا کیا حال ہوا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کے اعلیٰ کئی طبقات ہیں۔

ابن تیمیہ کا موقف:-

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب "منہاج السنّۃ" میں امام شافعی کا امام محمد کے شاگرد ہونے سے نفی کی ہے۔ یعنی انہوں نے یہ کہا ہے کہ امام شافعی امام محمد کے شاگرد نہیں ہیں۔

ابنِ تیمیہ کے موقف کا ردّ :-

امام نووی ،

خطیب البغدادی اور امام سمعانی اور ان کے علاوہ دیگر ائمہ نے ابن تیمیہ کے اس قول کی تکذیب کی ہے۔ اس لئے کہ یہ ائمہ کرام ابن تیمیہ کی بہ نسبت اپنے امام (امام محمد) کے حالات کو زیادہ جانتے ہیں۔

اور جن حضرات نے اس بات کا انکار کیا ہے کہ امام شافعی امام محمد کے شاگرد نہیں ہیں۔ ان کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے آپ کے حالات کو اچھے طریقے سے نہ جانا۔ اور ائمہ کرام نے جو امام محمد کے بارے میں اقوال ذکر کئے ہیں ان کے کانوں نے اس کی سماعت نہ کی۔ اور ان لوگوں کی آنکھوں نے معتبر لوگوں کی کتابوں کی طرف کوئی نظر نہ کی۔ جن معتبر کتابوں میں امام محمد کے حالات و واقعات ذکر کئے گئے ہیں۔

Scanned with CamScanner

امام ابو یوسف کے حالاتِ زندگی:-

نام = قاضی یعقوب والد کا نام = ابراہیم
دادا کا نام = حبیب کوفی - کنیت = ابو یوسف -

اساتذہ :-

ھشام بن عروہ ، ابو اسحاق شیبانی
عطاء بن سائب اور ان محدثین کے طبقے میں
جو بزرگ تھے وہ بھی ان کے اساتذہ میں شامل ہیں۔
آپ امام اعظم کے شاگرد بھی تھے۔

تلامذہ :-

محمد بن حسن الفقیہ ، احمد بن حنبل
بشر بن ولید ، یحییٰ بن معین ، علی بن الجعد
علی بن مسلم الطوسی وغیرہم۔

آپ نے بچپن میں ہی علم حاصل کرنا شروع کر دیا۔
آپ کے والد صاحب غریب تھے۔
امام اعظم آپ کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔
امام ذھبی نے اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں
امام ابو یوسف کو حفاظ الحدیث میں شمار کیا۔
امام مزنی نے فرمایا کہ :- امام ابو یوسف
لوگوں میں سب سے زیادہ حدیث کی پیروی
کرنے والے تھے۔
یحییٰ بن معین سے روایت ہے کہ :-
حنفیوں میں امام
ابو یوسف سے زیادہ کوئی بھی حدیث کو بیان

Scanned with CamScanner

کرنے والا اور حدیث سے دلیل پکڑنے والا کوئی ایک بھی نہیں ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف صاحب حدیث اور صاحب سنتہ تھے۔

ابن سماعہ نے فرمایا کہ:-

امام ابو یوسف

قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز ہونے کے بعد ہر دن دو سو رکعات (رکعات) نفل ادا کیا کرتے تھے۔

امام احمد نے فرمایا کہ:-

امام ابو یوسف حدیث میں انصاف کرنے والے تھے۔

وفات:-

امام ابو یوسف نے 182 سن ہجری میں وفات پائی۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو یوسف کے بارے میں ایک علیحدہ جزو لکھی ہے۔ اور امام محمد کے بارے میں بھی ایک علیحدہ جزو لکھی ہے۔

امام ابو یوسف کے بارے میں امام سمعانی کا قول:-

امام سمعانی فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف بغداد میں رہائش پذیر تھے۔ آپ کو قاضی القضاۃ کا عہدہ سپرد کیا گیا۔ آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہیں اسلام میں سب سے پہلے قاضی القضاۃ کے نام سے پکارا گیا۔ یحییٰ بن معین، احمد اور ابن مدینی آپ کے حدیث میں ثقہ ہونے کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں کرتے یعنی آپ ثقہ ہیں۔ اور امام ابو یوسف ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے امام اعظم کے مذہب کے مطابق اصول فقہ میں کتب تصنیف فرمائیں۔ اور آپ نے امام اعظم کے علم کو زمین کے گوشوں میں پھیلا دیا۔

Scanned with CamScanner

امام اعظم کے حالاتِ زندگی :-

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بہت مناقب ہیں۔ انسان کی عقل آپ کے مناقب کا ادراک کرنے سے قاصر ہے۔ اور انسان کی زبان آپ کے مناقب کو بیان کرنے سے عاجز ہے۔ اور مختلف مذہب کے علماء نے آپ کے مناقب کے بارے میں کتابیں تحریر کی۔ آپ کی ذات پر اعتراض صرف جاہل اور ذو تعصب شخص ہی کر سکتا ہے۔ امام اعظم پر اگر طعن کرنے والا محدث یا شافعی ہو تو تو اُس شخص کے مذہب کے علماء نے جو امام اعظم کے مناقب میں کتابیں لکھی اُن کے ساتھ ہم رد کر دیں گے۔

اور تعبیر اُس شخص پر ظاہر ہو جائے گا کہ جس کے مسلک کے علماء نے امام اعظم کی کتنی تعریفات کی ہیں۔ جیسے امام سیوطی کی کتاب :- تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابو حنیفہ۔

ابن حجر مکی کی کتاب :- الخیرات الحسان فی مناقب النعمان

جیسے امام ذھبی نے اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں امام اعظم کے مناقب لکھے۔

ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں آپ کے

مناقب لکھے۔ امام یافعی نے "مرآۃ الجنان" میں آپ کے مناقب لکھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے "تقریب" اور اس کے علاوہ دیگر کتابوں میں آپ کے مناقب لکھے۔

امام نووی نے "تہذیب الاسماء" میں آپ کے مناقب لکھے۔

امام غزالی نے "احیاء العلوم" میں آپ کے مناقب لکھے۔

اور ان کے علاوہ دیگر بزرگانِ دین نے آپ کے مناقب اپنی اپنی کتابوں میں درج کیے۔

اگر امامِ اعظم پر طعن کرنے والا مالکی ہو تو:۔

اگر امام اعظم پر طعن کرنے والا "مالکی" ہو تو ہم اس کے مسلک کی کتابیں جو علماء نے اپنی کتابوں میں امام اعظم کے مناقب لکھے وہ بطور دلیل اس مالکی شخص کو پیش کر دیں گے۔

جیسے حافظ ابن عبدالبر اور ان کے علاوہ دیگر علماء نے جو امام اعظم کے مناقب لکھے۔

اگر امامِ اعظم پر طعن کرنے والا حنبلی ہو تو:۔

اگر امام اعظم پر طعن کرنے والا "حنبلی" ہو تو ہم اس کے مسلک کے علماء نے جو امام اعظم

کی مناقب کے بارے میں کتابیں لکھی ہیں وہ بطور دلیل اُس حنبلی شخص کو پیش کریں گے۔ جیسے یوسف بن عبدالہادی حنبلی کی کتاب " تنویر الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ "

اگر امام اعظم پر طعن کرنے والا مجتہدین میں سے ہو تو !۔

اگر امام اعظم پر طعن کرنے والا اُن " مجتہدین میں سے ہو جو مقلدین سے بلند درجے پر ہیں " تو پھر ہم بطور دلیل اُن مجتہدین کے اقوال پیش کریں گے جن میں اُنہوں نے امام اعظم کی مناقب بیان کی ہیں

اگر امام اعظم پر طعن کرنے والا عام شخص ہو تو !۔

اگر امام اعظم پر طعن کرنے والا کوئی " ایسا عامی شخص ہو جس کا کوئی مذہب ہی نہ ہو " تو وہ شخص چوپایوں میں سے ہے بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہے۔ تو پھر ہم اُس پر منکر کا حکم لگائیں گے اور اُس کو سزا کا مستحق ٹھہرائیں گے۔

امام اعظم کے مذکورہ مناقب سے واضح ہو گیا کہ آپ
تابعین میں سے ہیں۔ اور یہی بات مشہور
ائمہ کے درمیان جاری ہے۔
ابن نجیم مصری نے "بحر الرائق شرح کنز الدقائق"
میں ایک بحث "بحث عدم قبول شہادۃ
من یظہر سب السلف" میں آپ کو ذکر کیا۔

سلف اور خلف کے درمیان فرق:۔

فقہاء میں سلف سے مراد صحابہ، تابعین اور
امام اعظم ابو حنیفہ ہیں۔
صحابہ اور تابعین کے شروع زمانہ میں صالحین
لوگ کو سلف کہتے ہیں۔
خلف کی دو صورتیں ہیں۔ اگر خلف امام کے
فیض کے متعلق ہو تو پھر خلف سے مراد صحابہ
اور تابعین کے بعد کے لوگ جو بھلائی میں
آگے تھے۔
اور اگر خلف امام کے مساوی کے متعلق ہو تو
پھر خلف سے مراد صحابہ اور تابعین کے بعد
کے وہ لوگ جو برائی میں آگے تھے۔
الصحابۃ والتابعون و ابو حنیفہ سے کیا مراد ہے؟
"مناقب کردری" میں اس عبارت
(الصحابۃ والتابعون و ابو حنیفہ) سے مراد
یہ ہے کہ یہاں پر یا تو خاص کا عام پر عطف

کہا جا رہا ہے اس بات پر بنا کرتے ہوئے
کہ امام اعظم ابو حنیفہ تابعین میں سے
ہیں ۔ اور اس بات کی "عنایہ" میں
بھی صراحت کی گئی ہے ۔
بالعکس امام اعظم تابعین میں سے نہیں
اس بات پر بنا کرتے ہوئے کہ شیخ
الاسلام ابن حجر امام اعظم کو طبقۂ
سادسہ کے چھوٹے تابعین میں شمار کیا ہے ۔
لیکن اگر یہ مراد لیا جائے تو پھر امام اعظم
کی صحابہ سے ملاقات ثابت نہ ہوگی ۔

راجح قول :-

لیکن راجح قول یہی ہے کہ امام اعظم تابعین
میں سے ہیں ۔ اس لئے کہ امام اعظم نے
حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زیارت
کی ہے ۔ کیونکہ تابعی ہونے کے لئے صحابہ کو دیکھنا
ہی کافی ہے ۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر ،
امام ذہبی ، امام سیوطی ، ابن حجر مکی
اور ابن جوزی ، دارقطنی ، ابن سعد ،
خطیب بغدادی ، ولی العراقی ، ملا علی قاری ،
اکرم سندی ، ابو معشر ، حمزہ سہمی ،
یافعی ، جزری ، تورپشتی ، و سراج
اور ان کے علاوہ دیگر محدثین و مؤرخین

معترضین نے بھی اس بات کی شہادت فرمائی ہے کہ امام اعظم نے حضرت انس کی زیارت کی ہے اور آپ تابعی ہیں۔

اور جو امام اعظم کے تابعی ہونے کا انکار کرے تو وہ مذکورہ ائمہ کے اقوال اور کتابوں کی طرف نظر کرے۔

امام عبد الحی لکھنوی فرماتے ہیں کہ میں نے مذکورہ ائمہ کے اقوال اور ان کی عبارتوں کی تصریحات اپنے رسالہ "اقامۃ الحجۃ علی ان الاکثار فی التعبد لیس ببدعۃ" میں ذکر کی ہیں۔

نام: نعمان بن ثابت الکوفی **کنیت**: ابو حنیفہ

لقب: امام اعظم، فقیہ العراق۔

سن ولادت:

آپ 80 سن ہجری میں پیدا ہوئے اور آپ نے کئی مرتبہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زیارت فرمائی۔

اساتذہ:

عطاء، نافع و عبد الرحمن بن ہرمز الاعرج، سلمۃ بن کہیل، ابو جعفر محمد بن علی

قتادہ، عمرو بن دینار، ابو اسحٰق وغیرہ ہم۔

امام صاحب سے فقہ حاصل کی:-

امام زفر، داؤد طائی، قاضی ابو یوسف،
امام محمد، اسد بن عمرو، حسن بن زیاد،
نوح الجامع، ابو مطیع البلخی وغیرہ ہم۔

امام صاحب نے فقہ حاصل کی:-

حماد بن ابو سلیمان وغیرہ۔

جنہوں نے امام صاحب سے حدیث بیان کی:-

وکیع، یزید بن ھارون، سعد بن صلت،
ابو عاصم، عبدالرزاق، عبیداللہ بن موسیٰ
وغیرہ ہم۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ امام، متقی، پرہیزگار،
عبادت گزار، عالم باعمل اور بڑی شان
والے بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ
بادشاہ کے انعامات کو قبول نہ فرماتے تھے
آپ خود اپنے ہاتھ سے کماتے اور تجارت
کیا کرتے تھے۔

آپ کے بارے میں دیگر ائمہ کے اقوال:-

ابن مبارک کا قول:-

امام اعظم عام
لوگوں میں سب سے زیادہ فقہ کو جانتے تھے

امام شافعی کا قول :-

لوگ فقہ حاصل کرنے میں امام اعظم کے محتاج ہیں۔

یحییٰ بن معین کا قول :-

امام اعظم ابو حنیفہ تہمت لگانے والوں میں سے نہ تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ امام اعظم کو قضاء کا عہدہ پیش کیا گیا لیکن آپ نے اسے حاصل کرنے سے انکار فرما دیا۔

ابو داؤد کا قول :-

امام اعظم ابو حنیفہ امام تھے۔

بشر بن ولید کا قول :-

بشر بن ولید امام ابو یوسف سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام ابو یوسف امام اعظم کے ساتھ چل رہے تھے۔ تو ایک آدمی نے دوسرے شخص سے کہا کہ: یہ امام اعظم ابو حنیفہ ہیں جو رات بھر نہیں سوتے۔ امام اعظم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم لوگ مجھ سے منسوب یعنی میرے بارے میں وہ بیان نہ کریں جس پر میں نے عمل نہ کیا ہو۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ رات

کو نماز کیلئے جاگتے اور رو رو کر دعا کرتے
اور اُس میں گڑگڑاتے ۔

سنِ وفات :-

امام نووی نے اپنی
کتاب "تہذیب الاسماء" میں خطیب
بغدادی اور ان کے علاوہ سے نقل کرتے ہوئے
فرمایا کہ آپ ۳۹۲ سن ہجری میں پیدا
ہوئے ۔ اور ۴۶۳ ہجری میں بغداد میں
وفات پائی اور یہی جمہور کے درمیان مشہور
قول ہے ۔ ایک نادر روایت کے مطابق
آپ نے ۴۶۱ سن ہجری میں وفات
پائی — اور ایک قول کے مطابق آپ
نے ۴۶۲ سن ہجری میں وفات پائی ۔
امام نووی نے اپنی کتاب میں چار ورقات
میں امام و معظم کے حالاتِ زندگی اور
مناقب تحریر فرمائے ۔

ابن حجر مکی اپنی کتاب " خیرات الحسان "
میں آپ کے
محاسن اور محامد ذکر کرنے کے بعد
سینتیسویں (37) فصل میں ارشاد
فرماتے ہیں کہ حافظ ابن عبدالبر کے کلام کا
خلاصہ یہ ہے کہ بعض محدثین امام اعظم کی
مذمت کرنے میں حد سے بڑھ گئے۔
اس لئے کہ امام اعظم حدیث پر قیاس
کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور اکثر اہل علم
فرماتے ہیں کہ جب حدیث صحیح ہو تو قیاس
باطل ہو جاتا ہے۔ لیکن جو اخبار آحاد تاویل
کا احتمال رکھتی ہیں امام اعظم صرف انہیں روایت
کرتے ہیں۔

امام اعظم کے علاوہ کثیر ائمہ کرام نے بھی قیاس کو حدیث
پر ترجیح دی۔ یہ کام صرف امام اعظم نے ہی نہیں
کیا بلکہ آپ کے علاوہ بہت ائمہ کرام نے
بھی ایسا کیا جیسے ابراہیم نخعی و عبداللہ بن مسعود
کے شاگرد۔

امام احمد سے سوال کیا گیا کہ ہماری دلیل کیا ہے
جس پر ہم قائم ہیں۔ تو آپ نے
ارشاد فرمایا کہ قیاس

کسی شخص نے پوچھا کہ کیا امام مالک نے قیاس
کے بارے میں کلام نہیں فرمایا تو آپ نے فرمایا
کیوں نہیں ۔ لیکن امام اعظم امام مالک
سے زیادہ قیاس کرنے والے تھے ۔
پھر اسی شخص نے پوچھا کیا آپ کو حدیث
کے ایک حصے اور اس حصے میں کلام ہے ؟
تو آپ خاموش ہو گئے ۔

لیث بن سعد فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک
کے ستر (70) مسائل سنے لیکن تمام کے تمام
میں قیاس تھا ۔ اور پھر آپ نے سب کا جواب
سنت رسول کے مخالف دیا ۔ حالانکہ آپ
سب سے زیادہ حدیث میں مختص تھے ۔ تو اگر
آپ نے حدیث کو رد کیا ہے تو کسی وجوہات
کی بناء پر ہی رد کیا ہو گا مثلاً اجماع کی وجہ سے
یا حدیث کی سند میں طعن کی وجہ سے
یا حدیث کے منسوخ ہونے کی وجہ سے ۔ ان
وجوہات کی بناء پر ہی امام مالک نے حدیث
کو رد کیا ہو گا اور قیاس کو ترجیح دی ہو گی
اور اگر آپ (امام مالک) بغیر کسی وجہ کے حدیث
کو رد کر دیتے تو پھر آپ کی عدالت
ساقط ہو جاتی امامت ساقط نہ ہوتی اور
پھر آپ فاسق ٹھہرتے ۔

اور صحابہ کرام سے بھی اُن کا قیاس کے ذریعے اجتہاد کرنا مروی ہے۔ اسی طرح تابعین کا بھی قیاس کے ذریعے حکم کو اخذ کرنا اُن سے بھی مروی ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ امام اعظم تنہا ہی قیاس کو اختیار کرنے والے نہ تھے بلکہ مختلف زمانے کے فقہائے کرام کا بھی اس پر عمل رہا ہے یعنی وہ بھی قیاس کیا کرتے تھے۔

ابنِ حجر مکی اپنی کتاب "خیرات الحسان" کی اڑتیسویں (38) فصل میں ابن عبدالبر کا کلام ذکر کرتے ہیں کہ جن حضرات نے امام اعظم سے احادیث کو روایت کیا وہ حضرات امام اعظم کو ثقہ کہتے ہیں۔ اور وہ حضرات اُن لوگوں سے زیادہ تھے جنہوں نے آپ کے بارے میں جرح کی۔ اور وہ محدثین اُن لوگوں سے بھی زیادہ تھے جنہوں نے آپ پر قیاس میں ڈوبنے کا عیب لگایا حالانکہ اور یہ بات پہلے مذکور ہے کہ زیادہ قیاس کرنا کوئی عیب نہیں ہے۔

امام علی بن المدینی فرماتے ہیں کہ امام اعظم ثقہ تھے اور امام اعظم سے امام ثوری، ابن مبارک، حماد بن زید، ھشام، وکیع، عباد بن عوام اور جعفر بن عون نے روایت کیا۔

یحیی بن معین فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب (احناف) نے امام اعظم کے بارے میں کافی سختی سے کام لیا ہے تو آپ سے پوچھا گیا کہ کیا امام اعظم جھوٹ بولتے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں۔ تو اس سے پتا چلا کہ امام اعظم ثقہ تھے۔

Scanned with CamScanner

اُصولیوں کے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ جرح مطلقاً تعدیل پر مقدم ہوتی ہے
حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے بلکہ درست قاعدہ یہ ہے کہ
جس کی امامت اور عدالت ثابت ہو اور اُس کی تعریف کرنے والے
زیادہ ہوں اور جرح کرنے والے کم ہوں اور وہاں پر
کوئی ایسا قرینہ بھی ہو جو اُس کی جرح کے سبب پر دلالت
کرنے والا ہو۔ مذہبی تعصب کی وجہ سے یا اُس کے علاوہ کسی
اور وجہ سے تو پھر اُس کی جرح کی طرف التفات
نہیں کیا جائے گا۔

تاج السبکی اپنے طویل کلام کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ
ہم نے تجھے بیان کر دیا ہے کہ جرح کرنے والے کی جرح قبول
نہیں کی جائے گی اگرچہ اُس نے اُس جرح کی وضاحت کر دی
ہو اُس شخص کے حق میں جس کی طاعات اُس کی معصیت
پر غالب ہوں۔ جس کی مدح اُس کی مذمت پر غالب ہو
جس کی پاکدامنی اُس پر جرح کرنے والوں پر غالب ہو۔
جب وہاں پر کوئی ایسا قرینہ موجود ہو جو اس بات کی گواہی دے
کہ اس مسئلے میں اُبھارنے والے مذہبی تعصب کی وجہ سے یا دنیاوی
جھگڑے کی وجہ سے اُس وقت امام اعظم کے بارے میں امام ثوری
کے کلام کی طرف۔ امام مالک کے بارے میں ابن ابی ذئب اور اُن کے
علاوہ کے کلام کی طرف، امام شافعی کے بارے میں ابن معین کے
کلام کی طرف، احمد بن صالح کے بارے میں امام نسائی کے کلام
کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی۔

اگر ہم جرح کو تعدیل پر مطلقاً مقدم مانیں تو پھر ائمہ میں
سے کوئی امام محفوظ نہیں رہے گا کیونکہ ایسا کوئی امام نہیں ہے

جس کے بارے میں طعن کرنے والوں نے طعن نہ کیا ہو اور ہلاک کرنے
والے ہلاک [illegible] معقول [illegible]۔

علامہ ابن عبدالبر نے اس کے رد کے بارے میں جو امام خطیب نے اپنی
"تاریخ" (کتاب) میں نقل کیا ہے۔ 39 فصل میں ارشاد فرمایا
معلوم ہوا کہ جو کچھ رجال کے بارے میں کہا گیا ہے مؤرخین کی
عادت کے مطابق اس کو جمع کر دیا گیا ہے۔ اور انہوں نے اس
سے کسی کی شان میں کمی کا قصد نہیں کیا اور نہ ہی اس کے مرتبے کو کم
کرنے کا قصد کیا ہے جیسا کہ۔ اس لئے کہ انہوں نے مادحین
(یعنی تعریف کرنے والوں) کے کلام کو پیش کیا ہے۔
اور اس صورت میں مادحین جرح کرنے والوں اور آپ کے
مآثر نقل کرنے والوں سے زیادہ تھے۔ پھر اس کے بعد
مادحین کے کلام کو ذکر کیا۔ اور یہ بات اس امر پر بھی دلالت
کرتی ہے کہ وہ تمام اسانید جن کو خطیب بغدادی نے قدح سے
ذکر کیا ان میں سے اکثر اس بات سے خالی نہیں کہ ان میں
کلام کیا جائے یا پھر ان میں کوئی مجہول راوی ہو۔
اور یہ بات اجماعاً بھی جائز نہیں کہ اس کی قسم اسانید کے
ذریعے کسی مسلمان کی عزت میں خلل
ڈالا جائے۔ تو پھر مسلمانوں کے ائمہ میں سے کسی امام کے ساتھ
یہ والی صورتحال کیسے ہو سکتی ہے۔

اور جن اسانید کو خطیب بغدادی نے قدح کے بارے میں
آنے والوں کو صحیح قرار دیا ہے اس بات کو بھی
شمار نہیں کیا جائے گا۔ تو اگر وہ شخص امام کے زمانے
کا نہیں ہے تو پھر وہ اس شخص کی تقلید کرے جس

Scanned with CamScanner

نے امام صاحب کے بارے میں جو کچھ کہا یا لکھا آپ کے بارے امام

نے جو آپ کے بارے لکھا ہو۔ اور اگر وہ شخص امام کے

زمانے کا ہو تو پھر بھی یہی صورت حال ہوگی کہ وہ تقلید کرے گا

جو تکلم ہم زمانہ لوگوں کے قول ان میں سے بعض کے

بعض کے حق میں قبول نہیں ہوتے۔

اور حافظان (امام ذہبی اور ابن حجر) ان دونوں نے

اس بارے میں ارشاد فرمایا خصوصی طور پر کہ جب

اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ جرح

عداوت کی وجہ سے ہے یا مذہب کی وجہ سے ہے

کیونکہ حسد سے کوئی بھی نہیں بچ پایا مگر جسے اللہ بچائے

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ جو کچھ مجھے معلوم ہوا ہے کہ انبیاء

اور صدیقین کے علاوہ دیگر جو ہم عصر تھے وہ اس سے محفوظ

نہ رہے۔

امام تاج السبکی فرماتے ہیں کہ اے طالب علم تیرے لئے مناسب

نہیں ہے کہ گزشتہ ائمہ کا تو ادب کر۔ اور ان میں سے بعض نے

جو بعض ائمہ کے حق میں کلام کیا ہے اس کی طرف توں غور و فکر نہ

کر مگر واضح دلیل کے۔ اگر ان ائمہ کا کلام تاویل اور

حسن ظن کا احتمال رکھتا ہو تو پھر اس کلام کو تاویل اور

حسن ظن پر محمول کر۔ اور اگر تاویل اور حسن ظن کا

احتمال نہیں رکھتا تو پھر توں اس تمام کلام سے اعراض

کر جو ان ائمہ کے درمیان ہوا ہے۔ جو امام اعظم اور

سفیان ثوری کے درمیان، امام مالک اور ابن ابی ذئب

درمیان۔ امام نسائی اور احمد بن صالح کے درمیان، احمد
اور حارث بن اسد محاسبی کے درمیان جو کلام ہوا ہے
جس میں اعتراض اس کی۔ اور اگر قول ان کے درمیان
جو کلام ہوا ہے جس پر قول مطلع ہوگا تو بعض قول
ہلاک ہو جائے گا۔ بلکہ ان ائمہ کی قوم بعدوں کے
جو اقوال تھے ان ائمہ کے بارے میں تو ان میں کئی ایسے ہیں
کہ ان کو ان کی باتوں نے فائدہ نہ دیا۔ یہ سمجھنا کہ ہم صرف
ان کے لیے دعا ہی کر سکتے ہیں اور جو کچھ ان کے درمیان
کلام ہوا ہے جس پر صرف سکوت کر سکتے ہیں۔ جس طرح
صحابہ کے درمیان جو کلام ہوا ہے اس میں ہم صرف سکوت
اختیار کرتے ہیں اسی طرح ادھر بھی سکوت اختیار
کرنا ہے۔
اور اسی طرح چھٹی فصل میں بھی ہے کہ۔
اور یہ بات بھی درست ہے
جیسا کہ امام ذہبی نے کہا کہ
امام اعظم نے بچپن کی حالت میں انس بن مالک کی زیارت
کی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے کئی مرتبہ
انس بن مالک کی زیارت کی ہے اور آپ سرخ خضاب
لگاتے تھے۔ اکثر محدثین کا یہی موقف ہے کہ تابعی وہی ہے
جس نے صحابی سے ملاقات کی اگرچہ اس نے اس صحابی کی
صحبت اختیار نہ کی ہو۔ اور امام نووی نے بھی ابن صلاح
کی طرح اس کلام کو صحیح قرار دیا۔ اور کئی طرق سے بھی
یہ روایت ملتی ہے کہ امام اعظم نے حضرت انس سے
تین احادیث کو روایت کیا

Scanned with CamScanner

لیکن ائمۂ الحدیث نے ارشاد فرمایا کہ یہ بات کا دار
مدار اس شخص پر ہے کہ جس نے ائمۂ بالا حدیث کو تہمت
کے ساتھ متہم کیا ہے۔

شیخ الاسلام ابن حجر کے فتاویٰ میں ہے کہ امام اعظم نے
کوفہ میں صحابہ کی ایک جماعت کی زیارت کی۔ اس لئے
کہ آپ کی ولادت 80 ہجری کی ہے۔ لہٰذا آپ تابعین
کے طبقہ میں سے ہیں۔ اور یہ بات ہم عصر ائمۂ کرام میں
سے کسی ایک کے نزدیک بھی ثابت نہیں ہے جیسا کہ امام اوزاعی
شام میں۔ حمادین (اس سے یہ دو ائمہ مراد ہیں جن کے نام حماد
سے شروع ہوتے ہیں) بصرہ میں۔ امام ثوری کوفہ میں۔ اور امام
مالک مدینہ میں۔ اور لیث بن سعد مصر میں۔

لہٰذا معلوم ہوا ہے کہ امام اعظم اُن معتبر تابعین میں سے ہیں
جن کو قرآن مجید کی یہ آیت شامل ہے (اَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ
بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ) (سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۰۰)
میں یہ بتایا گیا ہے۔ یہ تمام عبارات ثقات راویوں کے
بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ تاکہ ہمارے زمانے کے جاہل لوگ
اس بات پر جاری نہ ہو جائیں کہ وہ امام اعظم پر طعن کرنا
شروع کر دیں اور اُن کے درجے کو مراتب شریفہ سے کم کرنا
شروع کر دیں۔

پہلی آیت: حالانکہ اللہ اپنے نور کو مکمل کیے بغیر نہ مانے گا اگرچہ کافر ناپسند کریں
دوسری آیت: اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کس کروٹ پر پلٹا
کھائیں گے۔ (سورۃ الشعراء آیت نمبر 237)

امام اعظم پر ہونے والے طعن :-

(۱) تعجب ہے اس بات پر کہ بعض ائمہ کرام نے اپنی تصانیف میں
کچھ طعن کو درج کیا۔ ان میں سے پہلا طعن یہ ہے کہ :-
اعتراض: امام اعظم حدیث نبوی پر قیاس کو ترجیح دیتے ہیں
حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے۔

جواب :- اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص امام اعظم پر یہ
اعتراض کرتا ہے تو یہ اعتراض درست نہیں اگر کسی کو اس بارے
میں شک ہو تو وہ خیرات الحسان اور میزان الاعتدال
کا مطالعہ کرے تو اس پر اس کا بطلان ظاہر ہو جائے گا کہ جو اس نے گمان
کیا ہے وہ غلط ہے۔

(۲) اعتراض :- امام اعظم کثیر الرائے والے تھے یہی وجہ ہے محدثین
آپ کے اصحاب کو اصحاب الرائے کہتے ہیں۔

جواب :- اس کا جواب یہ ہے کہ حقیقت میں یہ طعن نہیں
ہے۔ کیونکہ کثرت رائے اور قیاس کی کثرت یہ احکام کے استخراج
کے وقت آدمی کی عقل کی تیزی اور وافر پر دلالت کرتی ہے۔
اور نقل کے بغیر عقل فائدہ نہیں دیتی اور عقل کے بغیر نقل فائدہ
نہیں دیتی۔ ہمارا اور امام اعظم کے حق میں جو شخص جو
زبان دراز کرنے والا ہے اس کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ نے ایک ایسا زمانہ
پایا جس میں احادیث کی روایت کی کثرت تھی اور محدثین نے
احادیث کے جمع کرنے کے ساتھ تألیف کے ساتھ قناعت کو کشف (کھولا) کیا :-
اس کا مطلب کہ آپ کے مذہب میں قیاس کم ہے۔
امام عبدالوہاب شعرانی نے اپنی کتاب "میزان" اور
محمد معین نے اپنی کتاب "دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب"

میں اس بات کی تصدیق کی ۔

(3) اعتراض :- امام اعظم سے احادیث نبویہ بہت کم مروی ہیں ۔

جواب :- یہ حقیقت میں کوئی بھی طعن نہیں ہے ۔ حدیث کے معاملہ میں آپ کا مرتبہ مرتبہ صدر لقادر کے مشابہ ہے ۔ اگر یہ طعن بنتا ہے تو پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو با التحقیق انبیاء کے بعد افضل البشر ہیں تو پھر ان پر بھی یہ طعن صادق آتا ہے ۔ اس لئے کہ بقیہ صحابہ کی بہ نسبت آپ سے احادیث بہت کم مروی ہیں ۔ حالانکہ یقیناً آپ کی سیرت مبارکہ پر یہ داغ نہیں ہو سکتا ۔

(4) اعتراض :- امام اعظم کثرت سے عبادت کرنے والے تھے حتیٰ کہ پوری پوری رات عبادت کیا کرتے تھے ۔ اور یہ طریقہ بدعت ہے ۔

جواب :- یہ قول علم سے غفلت کے سبب صادر ہوا ہے ۔ یہ قول سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ۔ اور میں کہنے والے کے بارے میں تعجب میں پڑ گیا کہ حسب طاقت کثرت عبادت جیسا کہ پوری رات عبادت کرنا، ایک رات میں ختم قرآن کرنا، ایک ہزار رکعت نفل ادا کرنا وغیرہ وغیرہ یہ تمام کام کثیر صحابہ کرام اور تابعین سے صحیح سند کے ساتھ منقول ہیں اور ان کے بعد جو فقہاء اور محدثین ہیں ان سے بھی یہ منقول ہے ۔ جیسے عثمان، عمر، ابن عمر، تمیم داری،

Scanned with CamScanner

علی، شداد بن اوس رضی اللہ عنہم۔ مسروق، اسود نخعی
عمرو بن زبیر، ثابت بنانی، زین العابدین علی بن حسین،
قتادہ، محمد بن واسع، منصور بن زاذان، علی بن عبد اللہ بن
عباس وغیرہم۔ اور ان کے علاوہ کئی ائمہ کرام جن کا شمار
ہی نہیں۔ تو پھر لازم آئے گا کہ یہ تمام کے تمام بدعتی
ہیں۔ اور جس نے یہ الزام لگایا وہ سب سے بڑا بدعتی اور
گمراہ ہے۔ اور دلیل کی روشنی میں یہ مسئلہ اپنی پوری تحقیق
کے ساتھ ثابت ہو گیا۔

(ز) اعتراض :- سفیان ثوری، دار قطنی، خطیب بغدادی
اور امام ذہبی اور ان کے علاوہ دیگر محدثین نے امام اعظم پر جرح
کی ہے۔

جواب :- یہ قول بھی غافل لوگوں سے صادر ہوا ہے۔
اس لیے کہ مطلقاً جرح اگر وہ عیب ہو تو جس کے ذریعے مجروح
شخص پر جرح کی گئی اس کو چھوڑ دیا جاتا۔ پھر تو امام بخاری
، امام مسلم، امام شافعی، امام احمد، امام مالک، محمد بن اسحاق
صاحب مغازی اور ان کے علاوہ دیگر ائمہ اصحاب صحاح ان تمام
کو چھوڑ دیا جاتا۔ اس لیے کہ یہ تمام کے تمام بھی مجروح و مقدوح
ہیں۔ یعنی ایسے حضرات ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کے بارے میں
جرح و قدح کی گئی ہے۔ بلکہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کے بارے میں کسی بھی جرح بالکل بھی تسلیم نہیں ہے۔ تو کیسے کوئی شخص
کہے گا کہ ان کے بارے میں جرح قبول ہے؟ ہرگز نہیں
اللہ کی قسم جو ذی شعور شخص ہو گا وہ یہ بات نہیں کہے گا

Scanned with CamScanner

(i) اور جرح کی بعض اقسام مجروح کے ترک کا موجب ہوتی ہیں ۔
جو واقعاً منظم ذی الانصاف والصواب کے نزدیک یہ سب عیب سے بری
نہیں ۔ اس لئے کہ بعض جرح مبہم بھی ہوتی ہیں ۔ جیسا کہ
میزان الاعتدال میں امام ذہبی کا قول :- اسماعیل بن قتادہ
بن رفاعہ المنظم پر تیقیل ضعیف ہیں ۔
اصول یہ ہے کہ مبہم جرح کو قبول نہیں کیا جاتا بالخصوص اس
شخص کے حق میں جس کی عدالت ثابت ہو اور اس کی امامت
بھی مستقر ہو ۔ اور اس مسئلے کے بارے میں لکھنوی کا مشہور
رسالہ " الکلام المبرور والسعی المشکور علی رغم انف من خالف
الصحیح والجمہور " میں موجود ہے ۔

(d) اور بعض جرح ہم عصر سے بھی صادر ہوتی ہیں ۔ اور یہ بات
ثابت ہے کہ ہم عصر (ہم زمانہ) کی جرح ہم عصر کے حق میں
قبول نہیں ہوتی ۔ بالخصوص جبکہ وہ جرح تعصب یا عداوت
کی وجہ سے ہو تو بدرجہ اولیٰ قبول نہیں کی جاتی ۔ ورنہ تو
پھر ابن معین کی امام شافعی کے بارے میں اور احمد کی حارث
محاسبی کے بارے میں اور حارث کی احمد کے بارے میں اور
امام مالک کی محمد بن اسحاق جو کہ حدیث قلتین اور قراءۃ
خلف الامام کے قائل ہیں اور ان ائمہؒ کے علاوہ دیگر ائمہ
کے بارے میں جرح بھی قبول کی جاتی ۔ حالانکہ معاملہ اس
طرح نہیں ہے ۔ اللہ کی قسم ان ائمہؒ کے بارے میں کئے گئے
کلام کو بالکل بھی قبول نہیں کرتے یعنی ان کی جرح کو قبول
نہیں کرتے اور ہم ان کو ان کا پورا حصہ دیں گے ۔

Scanned with CamScanner

(3) بعض جرح متاخرین متعصبین سے بھی صادر ہوئی۔
جیسا کہ دار قطنی ، ابن عدی اور ان کے علاوہ دیگر ائمہ کرام
اور مجموعہ عالم قرائن بھی اس بات کے شاہد ہیں کہ یہ جرح
متاخرین متعصبین سے صادر ہوئی ہے۔ اور تعصب ایک ایسا امر
ہے جس سے کوئی زمانہ بھی محفوظ نہیں سوائے اس شخص کے کہ
جس کو اللہ تعالی اس امر سے محفوظ رکھے۔ اور یہ بات
متواتر طور پر ثابت ہے کہ اس طرح کی جرح بھی مقبول نہیں
ہیں۔

شیخ الاسلام بدرالدین عینی نے اپنی کتاب " بنایہ شرح ہدایہ "
کے باب قراءت الفاتحہ میں امام دار قطنی کے حق میں
تصریح کی کہ : امام اعظم کو ضعیف قرار دینا کہاں سے
ثابت نہیں ؟ حالانکہ امام اعظم ضعیف کے مستحق ہیں
اس لئے کہ انہوں نے اپنی مسند میں سقیم ، گھٹیا
یا ضعیف) معلول ، منکر ، غریب ، موضوع احادیث
کو روایت کیا۔

ابن قطان کا قول ہے کہ : امام اعظم کو ضعیف قرار دینا
بے ادبی ہے اور آپ سے حیاء کو ختم کرنا ہے اس لئے
کہ امام ثوری اور ابن مبارک ان جیسے دیگر ائمہ کرام نے
آپ کو ثقہ قرار دیا ہے اور آپ کی تعریف بیان کی ہے۔
اور رجال پر ایک ایسی مخلوق بھی ہے جو راویوں کی جرح کے
بارے میں متشدد ہے اور وہ بغیر سمجھداری کے راویوں
کو مجروح کرتے ہیں اور موضوعات میں غیر موضوع
احادیث درج کرتے ہیں۔ ان میں سے ابن جوزی

Scanned with CamScanner

مرغانی و جوزقانی و مجدالدین فیروز آبادی و ابن تیمیہ زرکشی و مقریزی ، ابو الحسن بن قطان اور ان کے علاوہ دیگر ائمہ کرام ہیں ۔ اور میں نے اس بات کی اپنے رسالہ "الکلام المبرور" میں بہت وضاحت کی ہے اور عمدہ جواب دئیے ہیں ۔ تو ان کے اقوال کو کوئی بھی بغیر تحقیق کے قبول نہیں کرے گا سوائے اس شخص کے کہ جو ان کے احوال سے غافل ہے جو ان کے احوال سے غافل ہوگا تو وہ ان کے اقوال کو قبول کرے گا ۔

اور ان میں سے کچھ ائمہ کرام نے اپنی تصانیف میں مقبول اور مہمل کے درمیان فرق کئے بغیر شخص کے بارے میں جو جرح کی گئی ان ائمہ کرام نے اس کو اپنی تصانیف میں ذکر کیا جیسے ابن عدی نے اپنی کتاب "کامل" میں اور امام ذہبی نے اپنی کتاب "میزان الاعتدال" میں ۔ ان سے طالب علم تو اس بات سے بچے کہ قول صرف کسی کے قول پر جرح کرنا شروع کر دے بغیر تحقیق کئے ۔

اور میں نے یہ تمام باتیں اپنے رسالہ "السعی المشکور فی رد مذہب المأثور" میں ذکر کی ہیں ۔

) بعض جروح ایسی بھی ہوتی ہیں جو معتبر روایات کے ساتھ ثابت نہیں ہوتی جیسے خطیب بغدادی کی روایات امام اعظم کی جرح کے بارے میں ۔ اور اس کے بعد جو بھی آئے وہ ان کی روایات کے محتاج ہیں ۔ اور یہ تمام روایات مردود اور مجروح ہیں ۔

Scanned with CamScanner

(6) اعتراض: امام اعظم کے اکثر شاگرد حدیثیں وضع کرنے والے تھے اور ایسے تھے کہ ان پر جرح کی گئی جیسا کہ نوح الجامع، ابی مطیع البلخی، حسن اللؤلؤی۔

جواب: یہ جرح اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (ولا تزر وازرۃ وزر اخری) ترجمہ: (اور کوئی بھی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا) کے مخالف ہے۔ اگر یہ جرح ہے تو اہل بیت میں سے کثیر لوگ جیسے امام جعفر صادق، امام محمد باقر رضی اللہ عنہما تو یہ بھی مجروح کہلائیں گے اس لئے کہ ان کے اکثر شاگرد رافضی اور کذاب تھے۔ حالانکہ معاملہ اس طرح نہیں ہے۔

(7) اعتراض: امام اعظم نے اکثر حدیثیں ضعیف راویوں سے روایت کی ہیں۔

جواب: یہ معاملہ علماء کے درمیان مشترک ہے۔ اس لئے کہ امام شافعی، امام مالک، احمد، امام بخاری، امام مسلم نے بھی کثیر روایتیں ضعیف راویوں سے روایت کی ہیں تو کیا ان پر بھی ضعیف ہونے کا حکم لگے گا؟ حالانکہ معاملہ اس طرح نہیں ہے۔ یہ کام صرف امام اعظم نے ہی نہیں کیا بلکہ ان کے علاوہ دیگر ائمہ نے بھی کیا ہے تو کیا اس کام کی وجہ سے سب ائمہ کو ضعیف کہیں گے؟ ہرگز ایسا کسی بھی امام کے بارے میں نہیں کہا جا سکتا۔

(8) اعتراض: آپ بہت کم عربی جاننے والے تھے۔

جواب: یہ طعن بعض ائمہ کرام نے اپنی تصانیف میں درج بھی کیا ہے باوجود اس کے کہ امام اعظم محدثین

Scanned with CamScanner

زیرک، ذہین، فہیم و قادح ہیں ۔ اس جودت کے ذریعے آپ
کا ثقہ ہونا بھی واضح ہو گیا ۔ تاریخ ابن خلکان میں آپ
کے کثیر مناقب ذکر کرنے کے بعد ۔ اور ان میں سے کثیر مناقب
خطیب بغدادی نے بھی اپنی کتاب " تاریخ بغداد " میں بھی ذکر کیے)
صاحب تاریخ ابن خلکان نے کہا کہ امام اعظم سے جو کچھ بھی
صادر ہوا اس کو چھوڑنا اور اس سے اعراض کرنا ہی ہمارے
لئے لائق ہے ۔ امام اعظم ایسے امام ہیں جن کے دین،
تقوی، حافظہ، میں کوئی شک نہیں ۔ اور آپ
کو عربی پر کم مہارت حاصل ہے ۔ اس عیب کے علاوہ آپ
کی ذات پر کوئی عیب نہیں ہے ۔
ابو عمرو بن علاء المقری نحوی نے ایک مرتبہ امام اعظم سے سوال
کیا کہ ۔ اگر کسی شخص نے کسی کو بھاری پتھر کے ساتھ قتل کر دیا تو کیا
قصاص واجب ہوگا یا نہیں ۔ (تو امام اعظم کے نزدیک
قصاص واجب نہیں ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک واجب
ہو جائے گا ۔) تو ابو عمرو نے پھر کہا کہ اگر منجنیق کے پتھر
کے ساتھ اس کو قتل کر دے تو کیا ۔ پھر بھی قصاص واجب
نہیں ہوگا ۔ تو امام اعظم نے ارشاد فرمایا :- وَلَوْ
قَتَلَہٗ بِأَبَا قُبَیْسٍ یعنی الجَبَلَ المُطِلَّ بِمَکَّۃَ ۔
ترجمہ :- اگرچہ وہ اس کو جبل ابی قبیس جو کہ مکہ کا طویل
پہاڑ ہے اس کے ساتھ قتل کر دے تو پھر بھی قصاص
لازم نہیں ہوگا ۔ تو بعض لوگوں نے آپ کے اس فرمان
بِأَبَا قُبَیْسٍ کو پکڑ کر کہا کہ آپ بہت کم عربی
جاننے والے تھے اس لیے کہ اگر عربی جاننے والے ہوتے

Scanned with CamScanner

(3) تو دوسرا بابا قبیس کی جگہ بابی قبیس کہتے
تو اس کا جواب یہ دیا کہ امام اعظم نے جو بابا قبیس کہا
ہے یہ ان لوگوں کی لغت کے مطابق ہے جو کہتے ہیں کہ
اسماء ستہ مکبرہ تینوں حالتوں (رفعی، نصبی، جری)
میں الف کے ساتھ آتے ہیں۔ اور پھر ایک بات پر
دلیل یہ ہے کہ ایک شاعر کا شعر ہے جس میں اس
نے یہ کہا ہے کہ: إنَّ أباها وأبا أباها قد بلغا
في المجد غايتاها

تمام اعتراض وطعن اپنے اختتام کو پہنچے۔

امام اعظم کی شان میں مناقب اتنے زیادہ ہیں کہ جن کا
شمار ہی نہیں۔ اور آپ پر لگائے گئے عیب اور کی گئی
جرح معتمد قول کے مطابق بالکل بھی قبول نہیں۔
اس معاملے میں آپ (امام اعظم) کی مثال حضرت عیسٰی
علی نبینا وعلیہ السلام اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح
ہے کہ حضرت علی اور حضرت عیسٰی سے حد سے زیادہ محبت
کرنے والے اور حد سے زیادہ بغض رکھنے والے ہلاک
ہوئے۔ یعنی جس طرح ان سے حد سے زیادہ محبت کرنے والے
اور حد سے زیادہ بغض رکھنے والے ان کے معاملے میں ہلاک ہوئے
ایسے ہی امام اعظم سے حد سے زیادہ محبت کرنے والے اور حد سے
زیادہ بغض رکھنے والے اس معاملے میں ہلاک ہوئے۔
اور امام اعظم کی مثال حضرت سعد کی طرح

Scanned with CamScanner

یہ کہ اہلِ کوفہ نے حضرت سعد کے تمام معاملات کے بارے میں حضرت عمر سے شکایت کی یہاں تک کہ اہلِ کوفہ نے یہ کہا کہ حضرت سعد اچھے طریقے سے نماز بھی نہیں پڑھتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان تمام الزامات سے بری کر دیا اور اہلِ کوفہ ان کی دعا کے مستجاب کے ذریعے ہلاک ہوئے۔ اور بہت زیادہ قدر بارے میں جا پڑے۔ اور یہ بات صحاح، سنن اور مسانید کا مطالعہ کرنے والے پر مخفی نہیں ہے۔

جو شخص امام اعظم کے محاسن پر تفصیل کے ساتھ مطلع ہونا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ امام اعظم کی مناقب کی کتب کی طرف رجوع کرے اور ان کے مطالعہ کرنے کے سبب جو اس کے ذہن میں اعتراضات اور توہمات ہیں وہ دور ہو جائیں گے۔

اور جو کچھ ہم نے امام اعظم کے مناقب ذکر کیے ہیں ذی انصاف لوگوں کے نزدیک وہ کافی ہیں۔ اور ذی اعتساف لوگوں کے نزدیک آپ جتنے بھی مناقب ذکر کر دوں پھر بھی ان کے نزدیک وہ کافی نہیں ہیں۔ اور مناسب نہیں ہے کہ ہم ذی اعتساف لوگوں کو ذی انصاف کے ساتھ خلط کر دیں۔

ہمیں اس بات کی طرف کوئی حاجت نہیں ہے کہ ہم امام اعظم کی جھوٹی تعریفیں اور ایسے محاسن جو کہ ثابت نہیں ہیں ان کے ساتھ مدح کریں جیسا کہ امام اعظم سے حد سے زیادہ محبت کرنے والوں نے کہا کہ حضرت خضر علیہ السلام آپ سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ حالانکہ یہ بات بھی درست نہیں ہے اور غیر ثابت ہے۔

Scanned with CamScanner

اور اسی طرح امام اعظم سے حد سے زیادہ محبت کرنے والوں نے کہا کہ :- جب دجال کے زمانے میں حضرت عیسیٰ اور امام مہدی کا نزول ہوگا تو وہ امام اعظم کے مذہب کے مطابق حکم لگائیں گے - حالانکہ یہ بات بھی درست نہیں ہے اور غیر ثابت ہے - اور اسی طرح امام اعظم سے حد سے زیادہ محبت کرنے والوں نے کہا کہ :- کہ نبی کریم علیہ السلام نے آپ کے بارے میں بشارت دی ہے کہ میری امت میں ایک ایسا آدمی ہوگا جس کی کنیت ابو حنیفہ ہوگی اور اس کا نام نعمان ہوگا - حالانکہ یہ بات بھی درست نہیں ہے اور غیر ثابت ہے -

اس طرح کی تمام حدیثیں موضوع ہیں اور ان تمام کو امام اعظم کی مناقب کے ساتھ تشبیہ دینا یہ بھی جائز نہیں ہے کیونکہ یہ تمام حدیثیں جھوٹی ہیں -

اور ملا علی قاری نے اپنی کتاب " المشرب الوردی بمذهب المہدی " اور امام سیوطی نے اپنی کتاب " الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام " اور ابن حجر نے اپنی کتاب " خیرات الحسان فی مناقب النعمان " میں ان تمام باتوں کی تحقیق کی ہے اور اس بات کی تصدیق کی ہے کہ یہ تمام باتیں جھوٹی ہیں -

ثم الفائدة العاشرة -

الفائدة الحادية عشرة امام محمد روایت شیخ یحیی کی روایت پر ان کو ترجیح

مؤطا امام محمد افضل ہے بایں 2

بعض لوگوں نے مؤطا امام مالک پر اعتماد کیا جو کہ یحییٰ اندلسی لیثی مصمودی کی روایت ہے۔ جس کی شرح زرقانی وغیرہ نے

مطابق مؤطا فرمان = سے مؤطا امام مالک کی طرف جانا ہے۔

اور یہ مشہور ہے عالم کے جامعات کونوں میں بہت زیادہ۔

اور بہت سے لوگوں نے ان میں سے گمان کیا کہ بے شک مؤطا یہ روایت ہے محمد بن حسن شیبانی کی وہ نہیں ہے۔ اور یہ بات معتبر بھی نہیں ہے۔ اور نہ یہی یہاں داخل ہے۔ میں الفاظ کے ذریعے ان کو بیک وقت ہوئے دیکھوں گا فصول ا کے لفادیے

الاول- یحییٰ اندلسی نے مکمل مؤطا کو امام مالک کے شاگردوں سے سنا۔ جبکہ امام مالک سے ان سے نہ سنا مکمل۔ بلکہ کچھ ان سے سنا۔ اور بہرحال امام محمد تو انہوں نے مکمل ان سے سنا جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔

شیخ کا بغیر واسطے کے سننا یہ زیادہ راجح ہے بہ نسبت کسی واسطے کے سننے کی

الثانی- یہ بات بھی معلوم ہے کہ یحییٰ اندلسی امام مالک کے پاس ان کی وفات کے سال میں حاضر ہوئے۔ اور وہ امام مالک کی تجہیز میں حاضر تھے۔

امام محمد حاضر رہے ہیں کہ وہ تین سال ان کی حیات میں سے ہیں۔ اور معروف ہے بھی کہ طویل صحبت روایت زیادہ اقویٰ ہوگی مکمل صحبت والی روایت سے

Scanned with CamScanner

الثالث - یحیی اندلسی کی کتاب کثیر فقہی مسائل پر اجتہادات اور استنباط پر

خبر ورائے کے علاوہ ان دیگر چیزوں پر مشتمل ہے۔ برخلاف موطا امام محمد کے۔

کیونکہ اس میں ایسا ترجمہ نہیں جو عنوان کی مطابقت سے خالی ہو۔ چاہے موقوف

ہو یا مرفوع ہو۔ اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ یہ کتاب نفس احادیث پر مشتمل ہے

ورنہ احساس کے بغیر اور افضل ہے اگر عکاس بن ال جائے۔

الرابع - یحیی اندلسی کی موطا میں ایسی احادیث ہیں جو مروی ہیں امام مالک سے ان کے

علاوہ۔ جبکہ موطا امام محمد ایسی اخبار پر مشتمل ہے جو دوسرے شیوخ سے ہیں۔

اور معلوم بھی بات ہے کہ جو کتاب زیادہ احادیث پر مشتمل ہو وہ زیادہ افضل ہے

جو اس فائدہ سے خالی ہو۔

الخامس - یحیی اندلسی کی موطا کثیر اجتہاد پر جو کہ مخالف ہے جو امام اعظم اور ان کے اصحاب

کی روش کے مخالف ہے۔ اور ایسی احادیث پر مشتمل ہے جن پر عمل نہ کیا امام اعظم اور آپ

اصحاب نے منسوخ ہونے کی وجہ سے یا اس کے خلاف اجماع کی وجہ سے یا سند میں خلل یا ظاہر ہونے کی وجہ سے

یا اس کے علاوہ ایسی اور ترجیح کی وجہ ہے اور اس کے علاوہ بہت سے وجوہ ہیں جو ان

کے ہاں نا پسندیدہ ہیں

برخلاف موطا امام محمد کے ایسی احادیث کے ذکر پر مشتمل ہے جن پر عمل کیا جاتا ہے

مثلاً مخفی نہیں اس کے لیے جو مطالعہ رکھتا ہو قرأت خلف الامام اور رفع یدین والی

بحث۔ یہ بات عام و خاص لوگوں کو معلوم ہے۔ بہرحال عام لوگ تو بے گمان ہے

محفوظ ہو جائے گا۔ بہرحال خاص لوگ تو وہ احادیث حلال طریقہ جن پر تنقید ہوں

راجح کہا جائے گا۔

اعتراض نمبر ① - یحییٰ کی مؤطا میں مطلق مؤطا کی طرف ذہن جاتا ہے یہ بقیہ مؤطا پر ترجیح کی علامت ہے۔ برخلاف مؤطا محمد کہ مؤطا محمد کی طرف ذہن نہیں جاتا۔ (ایسا کیوں)

اگر یہ بات ہو تو دیگر مؤطا کی طرف بھی ذہن نہیں جاتا تو وہ بھی اس سے نکل جائیں گی حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے۔

جیسے - مؤطا یحییٰ کی مؤطا کو مؤطا قعنبی اللیثی پر ترجیح ہوگی۔

اعتراض ② اگر مؤطا یحییٰ عالم میں مشہور ہے جبکہ مؤطا محمد نہیں۔

Scanned with CamScanner

اعتراض نمبر ② موطا یحییٰ عالم میں مشہور ہے موطا محمد نہیں ایسا کیوں ؟

جواب :۔ اس میں کسی صورت بھی ترجیح لازم نہیں آتی ۔

اگر اس کی شہرت کی وجہ وہ ہو جس کو امام زرقانی نے ذکر کیا اپنی شرح میں کہ یحییٰ اندلس کی طرف لوٹے ۔

ان کا مذہب بھی پھیلا یہ بہت فقیہ تھے ۔ جس کو شمار نہیں کیا جا سکتا ۔ اور آپ پر قضا پیش کی گئی آپ نے اس سے منع کر دیا ۔

دوسرا عالم میں ثانی ہوگا وہ ان کے مشورہ امراء کے اختیار کے ساتھ ہوگا آپ نے اپنے اصحاب کی طرف اشارہ کرتے ۔ اس پر (یحییٰ) پر لوگوں کی گردنیں جھکیں ان کی اشراف کے دماغ کے لیے ۔

موطا یحییٰ کا مشہور ہونا یہ ایک سبب مغرب میں مشہور ہونے کا تھا بجائے اس کے علاوہ ۔ لہٰذا اس سے وہ ترجیح نہیں پائے گی ۔

اعتراض نمبر ③

کہ موطا یحییٰ ایک طرف سے احادیث پر مشتمل ہونے کی وجہ سے راجح ہے جبکہ ~~امام~~ موطا امام محمد ایسی نہیں ۔

جواب :— موطا ~~امام~~ مالک یحییٰ کی روایت کے ساتھ ایسی روایات احادیث پر مشتمل ہے جو ان کے طرق سے ہیں ۔ جبکہ موطا امام محمد اس پر اور اس کے علاوہ روایات پر مشتمل ہے ۔ لہٰذا اسی سبب کی وجہ سے موطا یحییٰ موطا محمد پر راجح ہوگی ۔

Scanned with CamScanner

تو یہی اس کے جواب میں کہوں گا کہ یہ بات تو مولانا محمد کی شرح جمع کا تقاضا کرتی ہے۔ جب یہ اس سے قبل گزر چکا ہے

اعتراض نمبر 4

یحییٰ اندلسی ثقہ ہیں۔ فاضل ہیں۔ جبکہ امام محمد ایسے نہیں ہے اس لیے اس کی شرح صحیح ہے۔

جواب:-

اگر یہ مراد لیا جائے کہ یحییٰ پر کوئی طعن نہیں ہے تو یہ بات درست نہیں ہے۔ جبکہ امام محمد زرقانی نے یحییٰ بن معین کے حالات زندگی میں کیا کہ وہ فقیہ، ثقہ ہیں اللہ قلیل الحدیث ہیں۔ اور ان کے متعلق وہم ہے۔ ان کی سن وفات 234 ہجری میں ہوئی۔ یحییٰ پر جو طعن کیا گیا ہے ان کے ثقہ ہونے میں وہ عیب نہیں ہے تو جیسے طرح ان کے ثقہ ہونے میں وہ طعن عیب شمار نہیں ہوتا تو اسی طرح جو طعن امام محمد پر کیا گیا وہ بھی طعن عیب شمار نہیں ہوتا۔ تو یہ جواب اس طعن کے بارے میں ہے جو ان پر (لگا) ہے یہ جواب اس طعن کے بارے میں

بھی ہو جائے گا جو اُن کے ( ) شیخ پر ہے۔

امام محمد علم اور فقہ میں ماہر تھے اور مؤطا امام مالک میں قوی تھے اگر اُن کا غیر مالک سے ضعف ثابت ہو جائے تو یہاں پر آپ کو اس معاملے میں کوئی ضرر نہیں ہوگا۔

اعتراض نمبر ۶

امام محمد نے جن اسانید کو وارد کیا ہے اُن میں سے اکثر شیوخ ضعیف ہیں اس لئے مؤطا یحییٰ کو مؤطا امام محمد پر ترجیح حاصل ہے۔

جواب:-

امام محمد نے مؤطا میں جن اسانید کو وارد کیا یا وہ امام مالک کی سند سے ہیں اور ان کے شیوخ مؤطا یحییٰ میں بھی مذکور ہیں اور اس کے علاوہ دیگر کتب میں بھی مذکور ہیں۔
امام محمد نے جن اسانید کو امام مالک کے علاوہ سند سے وارد کیا تو اُن تمام اسانید کے راویوں کا ضعیف ہونا درست نہیں ہے۔
بلکہ ان میں اکثر راوی قوی اور ثقہ ہیں۔ البتہ اُن میں سے بعض راویوں کا ضعیف ہونا ہے مقصد میں عیب نہیں ہوگا۔

اور جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تمام راوی ضعیف ہیں تو ان سے اس بات پر گواہ لانے کو کہا جائے گا۔

اعتراض نمبر 6

محدثین میں سے ایک جماعت موطا امام محمد کو موطآت کی تعداد میں شمار نہیں کرتی اور نہ ہی وہ اس پر اعتماد کرتے ہیں جس طرح کہ دیگر موطا پر اعتماد کرتے ہیں۔

جواب:

اگر واقعی یہ معاملہ ہے تو ہم نہیں تسلیم ہے ورنہ یہ کلام وارد کرنا دلیل سے خارج ہے۔ اور مقابل پر محدثین کی ایک جماعت ہے جنہوں نے موطا امام محمد کو موطآت کی تعداد میں شمار کیا ہے اور اس کی روایات کو بقیہ روایات کی طرح نقل کیا ہے۔

اعتراض نمبر 7

مجھے معلوم ہے کہ موطا کے دیگر راوی محدثین میں سے ہیں جبکہ امام محمد اصحاب رائے میں

سے ہیں محدثین میں سے نہیں ہیں اس لئے موطا محمد کو موطا امام محمد پر کیسے ترجیح حاصل ہو سکتی ہے۔

جواب :-

یہ بات درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ امام محمد کی فقہ اور حدیث میں کئی تصانیف ہیں جیسے کہ موطا امام محمد اور کتاب الآثار اور اس کے علاوہ دیگر کتب بھی ہیں۔ جبکہ امام محمد کی اس تصنیف کے علاوہ کوئی اور تصنیف ہی مشہور نہیں ہیں۔ اور یہ ہمارا مدعا بھی حاصل ہو جاتا ہے۔

نوٹ :-

امام ~~محمد~~ محمد پر یہ طعن کہ آپ اصحاب رائے میں سے ہیں یہ بات اہل عقل کے نزدیک مقبول نہیں ہے۔ اور رائے اپنے شیخ کے ذکر کے وقت مراد لیتی ہے۔

تمت الفائدة الحادیة العاشرة۔

Scanned with CamScanner

بحمد اللہ حمدًا کثیرًا

سہ ماہی اول کے نصاب کے مطابق
الفائدۃ العاشرہ اور الفائدۃ الحادیۃ العاشرہ
مکمل ہوئے۔

نوٹ:۔ اگر مذکورہ دونوں فائدوں میں کوئی غلطی
پائیں تو ہماری اصلاح کی نیت سے ہمیں مطلع فرمائیں۔

خصوصی کاوش:۔
استاذِ محترم مولانا شبیر زمان العطاری المدنی۔
مدرس:۔ مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ سرگودھا۔

تحریر الفائدۃ العاشرہ:۔ محمد رمضان سیالکوٹی
0306-9238257

تحریر الفائدۃ الحادیۃ العاشرہ:۔ محمد رمضان خان العطاری
0302-5580185

درجۂ سابعہ عطاری

مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ علی ٹاؤن سرگودھا۔

Scanned with CamScanner